Al-Qawārīr - Vol: 03, Issue: 02, Jan – March 2022

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
journal.al-qawarir.com

خلع کے جملہ اسباب اور خواتین پر معاشرتی اثرات کا جائزہ
سال 2020 میں تحصیل صدر فیصل آباد کا اختصاصی مطالعہ

An examination of all the causes of khula and its social effects on women Specific study of Tehsil Saddar Faisalabad in the year 2020

Dr. Shazia Ramzan *
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,UAF, Faisalabad.

Dr. Shahida PArveen **
Director: Institute of of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore.

Version of Record
Received: 08-9-21 **Accepted**: 27-10-21
Online/Print:25-March-2022

ABSTRACT

Islam presents a comprehensive code of life in each domain that are experienced by human beings in normal life cycle. It has detailed provisions for marital life too. Among other entitlements and obligation, It has suggested ways and options available to both spouses for dissolution of marriage. It is called 'divorce' when invoked by the male spouse and khu'l (Khula) otherwise. It may also be pertinent to mention that dissolution of marriage is themost 'disliked' deed before theAllah Almighty among the 'halal' things and therefore shariah has advised to adopt this when all means of settlements between the spouses are exhausted. Khul'(Khula) is invoked by a woman on certain discrete grounds. There are four conditions for Khul'(Khula). The most important one is payment by women to her spouse in order to dissolve the marriage. The most prevalent reasons for women taking Khul' (Khula) are suspicions among the spouses, negative role of in-laws, cheating on wife, financial troubles etc. The repercussions of Khul'(Khula) are also examined in detail. The recommendations are then suggested in the light of detailed study.

***Key words**: Women, (Khula), Causes, Faisalabad, 2020.*

CC BY

اسلام سے پہلے مختلف مذاہب اور قوموں نے میاں بیوی کے درمیان ازدواجی تعلق کو قائم رکھنے اور ان کے درمیان نباہ کو جاری رکھنے کے لئے مختلف قوانین اور ضوابط بنائے جو یقیناً اس وقت کے تقاضوں اور ضروریات سے مطابقت رکھتے ہوں گے۔ زمانہ جاہلیت میں عربوں میں طلاق کی نہایت ظالمانہ صورت رائج تھی۔ وہ اس طرح کہ شوہر اپنی بیوی کو جتنی بار چاہے طلاق دے دیتا اور جب چاہے واپس لے جاتا۔ گویا کہ ایک لاقانونیت تھی۔ طلاق دینے کا حق صرف اور صرف مرد کو حاصل تھا۔ عورت مظلوم اور بے بس تھی۔ ہندو مذہب کے پیروکاروں کے ہاں بھی شوہر سے طلاق لینے کا حق عورت کو حاصل نہیں تھا۔ خواہ اس پر کتنے ہی ظلم ڈھائے جائیں۔ جبکہ اسلام ایک ایسا خوبصورت دین ہے جس نے عورت کو ہر دور میں عظیم مقام سے روشناس کروایا ہے۔ شادی کے بعد اگر کسی عذر شرعی کی بناپر عورت یہ سمجھے کہ اس کا شوہر کے ساتھ نباہ مشکل ہے تو اسے علیحدگی اختیار کرنے کا حق حاصل ہے۔ اس حق کو 'خلع' کہا جاتا ہے۔

شریعت اسلامیہ نے جس طرح مرد کو یہ حق دیا ہے کہ جس عورت کو وہ ناپسند کرتا ہے اور جس کے ساتھ وہ کسی طرح نباہ نہیں کر سکتا اسے طلاق دے دے، اس طرح عورت کو بھی یہ حق دیا ہے کہ جس مرد کو وہ ناپسند کرتی ہو اور کسی طرح بھی اس کے ساتھ گزر بسر نہ کر سکتی ہو اس سے خلع کر لے۔ خلع عورت کا خلاصی کا حق ہے جسے وہ ناگزیر حالات میں مال کے عوض حاصل کر سکتی ہے۔ خلع کے مفہوم میں یہ بات شامل ہے کہ معاوضہ لے کر مرد ملک نکاح زائل کر دے۔

خلع کا مفہوم

خلع طلاق کی ایک قسم ہے جس میں شوہر کچھ مال لیکر طلاق دینے پر راضی ہو جاتا ہے۔ شریعت اسلامیہ نے جس طرح مرد کو یہ حق دیا ہے کہ جس عورت کو وہ ناپسند کرتا ہے اور جس کے ساتھ وہ کسی طرح نباہ نہیں کر سکتا اسے طلاق دے دے۔ اس طرح عورت کو بھی یہ حق دیا ہے کہ جس مرد کو وہ ناپسند کرتی ہو اور کسی طرح بھی اس کے ساتھ گزر بسر نہ کر سکتی ہو اس سے خلع کر لے۔ خلع عورت کا خلاصی کا حق ہے جسے وہ ناگزیر حالات میں مال کے عوض حاصل کرتی ہے۔ خلع کے مفہوم میں یہ بات شامل ہے کہ معاوضہ لے کر مرد ملک نکاح زائل کر دے۔ فقہاء کا نقطہ نظر بھی یہی ہے کہ مال دے کر مرد سے علیحدگی حاصل کی جائے تو خلع کہلائے گا۔ علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں۔

ازالة ملک النکاح ببدل بلفظ الخلع ۔ [1]

کوئی بدل لے کر خلع کا لفظ استعمال کر کے نکاح کو ختم کرنا۔

خلع سے مراد یہ ہے:

هو فراق الزوج زوجته بعِوَض مقصود لجهة الزوج بلفظ طلاق أو خلع، واشترط الفقهاء ضرورة۔ [2]

خلع سے مراد شوہر اور بیوی کے درمیان عوض کے بدلہ میں جدائی پیدا کرنا ہے چاہے وہ طلاق کے لفظ کے ساتھ ہو یا خلع کے لفظ کے ساتھ ہو۔۔ فقہاء نے اس میں ضرورت کی شرط رکھی ہے۔

خلع کا حکم

اسلام میں خلع کی اجازت دی گئی ہے۔ جس طرح مرد کو طلاق کا اختیار دیا گیا ہے۔ اسی طرح عورت کو بھی شریعت میں اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اگر شوہر سے تنگ ہے تو پھر وہ شوہر سے مال یا مال کے بغیر باہمی مشاورت سے خلع حاصل کر کے چھٹکارا پائے۔

خلع مرد کے مال لیے بغیر بھی جائز ہے اور خلع کے بعد عورت پر ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی۔ علامہ حصکفیؒ فرماتے ہیں:

(و) حکمه ان (الواقع به) ولو بلا مال (وبالطلاق) الصریح (علی مال طلاق بائن)۔

"خلع کا حکم یہ ہے کہ اس کے ذریعے طلاق بائن واقع ہو گی خواہ وہ مالی عوض کے ساتھ ہو یا مالی عوض کے بغیر ہو۔[3]

اگر قانون وضعی کی بات کی جائے تو تقریباً دنیا کے تمام وضعی قوانین میں خلع کی اجازت ہے۔ مگر اس میں شرط عائد کی گئی ہے کی شوہر کی رضامندی ہو، جیسا کہ برصغیر میں خلع پر سب سے پہلے رپورٹ ہونے والا کیس جس میں حق خلع کو تسلیم کیا گیا ہے۔

In which the Judicial Committee of the Privy Council ruled that khul' was not available without the consent of the husband under Islamic law[4].

جس میں جوڈیشل پریوی کونسل کی کمیٹی نے فیصلہ دیا کہ خلع شوہر کی رضامندی کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح کئی فیصلہ جات میں عدلیہ نے شوہر کی اجازت کے بغیر حق خلع کو باطل قرار دیا ہے۔ جیسا کہ لاہور ہائی کورٹ نے عمر بی بی بنام محمد دین میں فیصلہ دیا ہے۔ اسی طرح ایک اور کیس میں شوہر کی اجازت کے بغیر حق خلع کو باطل قرار دیا ہے۔

Divisional Bench of the Lahore High Court rejected appeals by two women who were seeking divorce on the basis of khula against the consents of their husbands.[5]

ہائی کورٹ کے بنچ نے دو عورتوں کے حق خلع کو باطل قرار دیا ہے جس میں دو عورتوں نے شوہر کی اجازت کے بغیر حق خلع مانگا تھا۔

خلع از روئے قرآن وحدیث

خلع شریعت اسلامیہ میں جائز ہے۔ قرآن مبارک بھی اس سلسلہ میں ہماری راہنمائی کرتا ہے اور عورت کو یہ حق عطا کرتا ہے کہ وہ مال کے عوض خلع لے سکتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَٱلۡمُطَلَّقَٰتُ يَتَرَبَّصۡنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَٰثَةَ قُرُوٓءٖۚ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَن يَكۡتُمۡنَ مَا خَلَقَ ٱللَّهُ فِيٓ أَرۡحَا
مِهِنَّ إِن كُنَّ يُؤۡمِنَّ بِٱللَّهِ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأٓخِرِۚ وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَٰلِكَ إِنۡ أَرَادُوٓاْ إِصۡلَٰ
حٗاۚ وَلَهُنَّ مِثۡلُ ٱلَّذِي عَلَيۡهِنَّ بِٱلۡمَعۡرُوفِۚ وَلِلرِّجَالِ عَلَيۡهِنَّ دَرَجَةٞۗ وَٱللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔

اور طلاق والی عورتیں اپنی جانوں کو تین حیض تک روکے رکھیں اور انہیں حلال نہیں کہ اس کو چھپائیں جو اللہ نے ان کے پیٹ میں پیدا کیا ہے اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہیں اور ان کے شوہر اس مدت کے اندر انہیں پھیر لینے کا حق رکھتے ہیں اگر وہ اصلاح کا ارادہ رکھتے ہوں اور عورتوں کیلئے بھی مردوں پر شریعت کے مطابق ایسے ہی حق ہے جیسا (ان کا) عورتوں پر ہے اور مردوں کو ان پر فضیلت حاصل ہے اور اللہ غالب، حکمت والا ہے۔

خلع کے مشروط ہونے کی بنیاد درج ذیل آیت کریمہ ہے جسے آیت خلع بھی کہتے ہیں۔

الطَّلاَقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ وَلاَ يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَأْخُذُواْ مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلاَّ أَن يَخَافَا أَلاَّ يُقِيمَا حُدُودَ اللّهِ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلاَّ يُقِيمَا حُدُودَ اللّهِ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ تِلْكَ حُدُودُ اللّهِ فَلاَ تَعْتَدُوهَا وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّهِ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ۔ (6)

طلاق (رجعی) دو بار ہے۔ پھر یا تو سیدھی طرح سے اپنے پاس رکھا جائے یا بھلے طریقے سے اسے رخصت کر دیا جائے اور تمہارے لیے یہ جائز نہیں کہ جو کچھ انہیں دے چکے ہو اس میں سے کچھ واپس لے لو۔ الایہ کہ دونوں میاں بیوی اس بات سے ڈرتے ہوں کہ وہ اللہ کی حدود کی پابندی نہ کر سکیں گے۔ ہاں اگر وہ اس بات سے ڈرتے ہوں کہ اللہ کی حدود کی پابندی نہ کر سکیں گے تو پھر عورت اگر کچھ دے دلا کر اپنی گلوخلاصی کرالے تو ان دونوں پر کچھ گناہ نہیں۔ یہ ہیں اللہ کی حدود، ان سے آگے نہ بڑھو۔ اور جو کوئی اللہ کی حدود سے تجاوز کرے گا تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں۔

قرآن مجید کے بعد احادیث مبارکہ میں بھی خلع کا ذکر ملتا ہے۔ مگر خلع عورت کی طرف سے کسی نہ کسی سبب کی وجہ سے ہو۔ بغیر کسی وجہ یا معمولی سی رنجش پر خلع طلب کرنے کی احادیث مبارکہ میں وعید آئی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

ایما امراة اختلعت من زوجھا من غیریاس لم ترح رائحة الجنة۔ (7)

جس عورت نے بغیر کسی سبب کے اپنے شوہر سے خلع لے لیا وہ جنت کی خوشبو نہ پا سکے گی۔

حدیث مبارکہ میں ہے۔

وعن عقبة بن عامر رضی الله عنه مرفوعا: (وان المختلعات والمنتزعات ھن المنافقات) رواه الطبرانی فی الکبیر۔ (8)

خلع طلب کرنے والی اور جھگڑالو اور فسخ نکاح کی طلب ہی منافقانہ ہے۔

قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حیات زوجیت میں سکون ہے۔ زوجین میں سے ہر ایک کا دوسرے پر احترام لازم ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر کسی سطح پر مرد و عورت کے ازدواجی تعلقات میں بگاڑ پیدا ہو جائے اور آگے اس تعلق کو جاری رکھنا ممکن نہ رہے تو پھر ایک دوسرے سے جدا ہو جانا ہی بہتر ہے۔ اگر مرد یہ حق استعمال کرتا ہے تو اسے طلاق کہا جاتا ہے اور عورت کے لئے بھی

یہ مباح ہے کہ وہ علیحدگی کا مطالبہ کرسکتی ہے۔اس مطالبہ علیحدگی کو خلع کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ ایک عورت نے نبی پاک کی بارگاہ میں آکر شوہر کی شکایت کی تو اس پر آپ نے شوہر کو عورت کی طرف سے مال کی پیشکش کی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

> إِنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ أَتَتِ النَّبِيَّ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ، مَا أَعْتِبُ عَلَيْهِ فِي خُلُقٍ وَلَا دِينٍ، وَلٰكِنِّي أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الإِسْلَامِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ: أَتَرُدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ. قَالَتْ: نَعَمْ. قَالَ رَسُولُ اللهِ: اقْبَلِ الْحَدِيقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيقَةً۔[9]

> حضرت ثابت بن قیس کی بیوی حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئیں: یارسول اللہ! میں کسی بات کی بناپر ثابت بن قیس سے ناخوش نہیں ہوں، نہ اُن کے اخلاق سے اور نہ اُن کے دین سے، لیکن میں مسلمان ہو کر احسان فراموش بننا ناپسند کرتی ہوں۔ پس حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم ان کا باغ واپس دینا چاہتی ہو۔ وہ عرض گزار ہوئیں: جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کا باغ دے دو اور اُن سے ایک طلاق لے لو۔

جواز خلع کے اسباب

شریعت میں خلع کو جائز سمجھا گیا ہے۔ مگر شریعت میں ہر موقع پر نہ تو عورت خلع طلب کرسکتی ہے اور نہ ہی خود شوہر عورت سے خلع کا مطالبہ کرسکتا ہے۔اس صورت میں فقہاء نے اسباب ذکر کئے ہیں۔ جیسا کہ کچھ اسباب ملاحظہ ہوں۔

شوہر کا نان ونفقہ نہ دینا، نہایت ظالم ہونا، شوہر کا غیر فطری طریقے سے خواہش پوری کرنے پر اصرار، یا بیوی کو کسی حرام پر مجبور کرنا، یا شوہر کا ایک مرتبہ بھی بیوی کے حقوق کی ادائیگی پر قادر نہ ہونا، اور دونوں کے درمیان ایسی منافرت کا پیدا ہو جانا کہ تمام تدابیر کے اختیار کرنے کے باوجود بھی منافرت واختلاف رفع نہ ہو، اور میاں بیوی کے لیے ایک دوسرے کے حقوق کی پاس داری ممکن نہ رہے تو اس صورت میں بیوی خلع یا طلاق کا مطالبہ کرسکتی ہے۔[10]

مذکورہ اسباب کی بنیاد پر عورت خلع کا مطالبہ کرسکتی ہے۔اور اس میں زوجین کے مابین اختلاف ہو جائے اور عورت مال کے بدلہ میں شوہر سے جان چھڑانا چاہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

واذا تشاقا الزوجان وخافا ان لایقیما حدود اللہ فلا باس بان تدفع الزوجۃ لزوجہا من المال۔[11]

> اور اگر میاں بیوی کے درمیان اختلاف واقع ہو جائے اور ڈرتے ہوں کہ وہ خدا کی حدود کی پابندی نہیں کرسکیں گے تو اس کے لیے شوہر کو پیسے دینا ٹھیک ہے۔

یہ بھی ایک سوال ہوتا ہے کہ کیا کسی سبب یا وجہ کے بغیر عورت خلع کا مطالبہ کرے تو کیا قاضی/جج جبرا خلع کا فیصلہ دے سکتا ہے۔اس ضمن میں اکثر فقہاء سبب کے بغیر خلع کے وقوع کے مخالف ہیں۔اگرچہ کچھ فقہاء اس کو جائز قرار دیتے ہیں۔جیسے ابن باز لکھتے ہیں۔

جاز للقاضی ان یجبر الزوج علی الفراق [12]

جج کے لیے شوہر کو علیحدگی پر مجبور کرنا جائز ہے۔

تحقیقی طریقہ کار

یہ تحقیقی مطالعہ شماریاتی طرز اسلوب (Quantitative) پر استوار کیا گیا ہے۔تحصیل صدر فیصل آباد کی یونین کونسلز کو کیس سٹڈی کے طور پر لیا گیا ہے۔سب سے پہلے خلع حاصل کرنے خواتین کا تفصیلی انٹرویو کیا گیا اور خلع کے مضمرات کا جائزہ لیا گیا۔اس مقصد کے لیے تقریباً25خواتین سے سادہ رینڈم سیمپلنگ تکنیک کے ذریعے بنیادی ڈیٹا اکٹھا کیا گیا ہے اور ضلع فیصل آباد کے تحصیل صدر سے خلع لینے والی خواتین اس مطالعہ کی سیمپلنگ سپیس بناتی ہیں۔خواتین کی عمریں 25 سے 40 کے درمیان تھیں اور زیادہ تر گریجوایٹ یا مساوی ڈگری ہولڈرز تھیں۔ان تمام خواتین کو خلع لئے ہوئے ایک سال سے زائد کا عرصہ ہو چکا تھااور ان میں سے صرف تین خواتین ایسی تھیں جن کی دوسری شادی ہوئی۔یہاں یہ بتانا لازم ہے کہ ان خواتین نے تفصیلات صیغہ راز میں رکھنے کی شرط پر اصل تفصیلات ہمارے سامنے رکھیں اس لئے زیر نظر مطالعہ میں فرضی نام لیے جارہے ہیں۔اس مشق میں تقریباًاڑھائی سے تین ماہ لگے کیونکہ خلع حاصل کرنے والی خواتین کسی بھی قسم کی تفصیل بتانے سے کتراتی تھیں۔بعدازاں یونین کونسل کے سیکرٹریز کا بھی انٹرویو بھی کیا گیااور ان کے مشاہدات اس تحقیق میں شامل کئے گئے۔الائیڈ ہسپتال کے شعبہ دماغی امراض وڈپریشن کے ایک پروفیسر ڈاکٹر عامر سے بھی بات چیت کی گئی۔ان مشاہدات کی روشنی میں نتائج اخذ کئے گئے۔سوالات منظّم انٹرویو کے طریقہ کار کے ذریعے پوچھے گئے ہیں۔مطالعہ گرافیکل تجزیہ پر مبنی ہے۔

معاشرہ میں خلع کے بڑھتے ہوئے رجحانات

پاکستان میں جہاں دیگر کئی اخلاقی و قانونی اور مذہبی احکامات کا استعمال غلط ہوتا ہے وہیں پر پچھلے چند سالوں میں خلع کے رجحانات میں اضافہ دیکھا گیا ہے۔یہ بھی عدلیہ کے نظام میں ایک خامی کا مظہر ہے کہ طلاق کے کیس کو خلع میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔پاکستانی معاشرہ میں عمومی طور پر جو خلع کے بڑے اسباب ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

وٹہ سٹہ

پاکستانی معاشرے میں علیحدگی کی ایک وجہ وٹہ سٹہ ہے یعنی لڑکے والے جس جگہ رشتہ کر رہے ہوں تو اپنی لڑکی بھی لڑکی والوں کو دینا ضروری سمجھیں یا بغیر ضروری سمجھے دے دیں۔اس طرح جانبین سے نکاح کے لئے لڑکی دی اور لی جاتی ہے۔عربی زبان میں ایسے

نکاح کو شغار کہتے ہیں۔ اہل عرب میں اس کا رواج تھا لیکن حضور ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔
ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شغار سے منع فرمایا ہے۔ اور شغار یہ ہے کہ ایک شخص اپنی بیٹی کو کسی دوسرے شخص سے اس لئے نکاح کرواتا ہے کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی اس سے کرائے اور حق مہران کے درمیان نہ ہو۔[13] اس تحقیق میں 25 فیصد خواتین نے اس بات کی تصدیق کی کہ نند طلاق لے چکی تھی اور انہیں مجبوراً خلع لینا پڑا۔
نکاح شغار میں اصل حق مہر نہیں ہوتا۔ جیسا کہ فتاوی شامی میں ہے:

أن يزوجه بنته على أن يزوجه الآخر بنته أو أخته مثلا معاوضة بالعقدين وهو منهي عنه لخلوه عن المهر، فأوجبنا فيه مهر المثل فلم يبق شغارًا۔[14]

اس کے لیے اپنی بیٹی کا نکاح اس شرط پر کرنا کہ دوسرا اس کی بیٹی یا بہن سے شادی کرے، مثلاً دو معاہدوں سے معاوضہ ادا کرنا، اور اس کے لیے مہر سے پاک ہونا حرام ہے، اس لیے ہم نے اس پر واجب کر دیا۔ اسی طرح، اس لیے وہ خالی نہیں رہا۔

پاکستانی دیہاتی علاقوں میں یہ زمانہ جاہلیت کی طرح کا نکاح تو نہیں ہے۔ مگر یہ اس سے مماثلت ضرور رکھتا ہے۔ اس میں جب ایک طرف سے زوجین کے مابین اختلاف ہو جاتا ہے تو پھر دوسری طرف جو رشتہ ہوا تھا اس کو بھی ختم کیا جاتا ہے۔ معاملہ عدالت میں جاتا ہے اور وہاں خلع کے ذریعے فیصلہ ہو جاتا ہے۔[15]
وٹہ سٹہ کے اثرات کی جھلک ذیل کے مقدمہ میں دیکھیں کہ کس طرح وٹہ سٹہ کی وجہ سے تنازعات اور اختلافات ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں لاہور ہائی کورٹ کے ایک مقدمہ کی بی بی سی رپورٹ ملاحظہ ہو۔
شور کوٹ ضلع جھنگ کی ایک انیس سالہ عورت نسرین مائی کا ایک دلچسپ اور الجھا ہوا مقدمہ عدالت عالیہ میں سنا گیا جس سے پنجاب کی دیہی معاشرت میں عورت کے مرتبہ اور شادی کے معاملات پر روشنی پڑتی ہے۔ نسرین کے شوہر امجد کے خلاف اس کے بھائی نذیر نے شور کوٹ سٹی کے تھانہ میں حدود کا ایک مقدمہ درج کرایا تھا کہ اس نے نسرین کو طلاق دی اور بعد میں پستول کے زور پر اسے اس کے گھر سے اغوا کر کے لے گیا۔ نذیر کا موقف یہ تھا کہ چھ سال پہلے اس کی بہن نسرین کی شادی امجد سے ہوئی اور وٹہ سٹہ نظام کے تحت امجد کی بہن کی شادی نذیر کے بھائی مظہر سے ہوئی۔ مظہر اور اس کی بیوی میں طلاق ہوئی تو امجد اور نسرین میں بھی اسی سال بارہ اگست کو طلاق ہو گئی اور امجد کا تحریری طلاق نامہ موجود ہے۔ لیکن اس کے دس دن بعد امجد نسرین کو زبردستی اپنے گھر لے گیا۔ دوسری طرف نسرین کی وکیل شائستہ قیصر نے عدالت کو بتایا کہ امجد نے اس سال بائیس اگست کو نسرین سے شادی کی ہے اور وہ اپنی خوشی سے امجد کے ساتھ رہ رہی ہے۔ نسرین نے بھی عدالت عالیہ میں یہ بیان دیا۔ جج نے فیصلہ دیا کہ ایک عورت طلاق کے نوے دن کے اندر اپنے

شوہر سے رجوع کر سکتی ہے اور طلاق موثر نہیں ہوتی اس لیے امجد اور نسرین میاں بیوی ہیں اور ان کے خلاف مقدمہ خارج کیا جائے کیونکہ انھوں نے کوئی جرم نہیں کیا۔[16]

شکوک وشبہات کا جنم لینا

میاں اور بیوی کے درمیان بہت سے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ان مسائل میں سے سب بڑا مسئلہ شکوک و شبہات کا جنم لینا ہے۔ میاں اور بیوی جب شک کی بنیاد پر ایک دوسرے پر الزام تراشی کرتے ہیں تو پھر اس کا نتیجہ طلاق اور خلع کی صورت میں نکلتا ہے۔ جیسا کہ ایک کالم نگار لکھتے ہیں۔

طلاق کی ایک اور بڑی بنیادی وجہ شک ہے۔ شک اور اعتماد ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ایک لڑکی جو اپنا گھر بار، والدین، بہن بھائی، بچپن کی سہیلیاں ان سب کو چھوڑ کر ایک اجنبی مرد کے پاس جب آتی ہے تو اسکی ڈھارس بندھانے کیلئے اس کا شوہر ہی سب کچھ ہوتا ہے اور جب مرد اسے شک کی نظروں دیکھے، الزام تراشیاں کرے، کردار پر انگلی اٹھائے تو صنف نازک ادھر ہی کرچی کرچی ہو جاتی ہے۔[17]

اس تحقیق میں 45 فیصد خواتین نے شکوک وشبہات کی وجہ سے خلع لیا

شکوک وشبہات کی نوبت طلاق وخلع تک بھی آجاتی ہے۔ جیسے انڈیا میں ایک عورت نے صرف پپ جی گیم کھیلنے پر شوہر کے کسی عورت سے ناجائز تعلقات کا شک ہوا اور اس نے طلاق کا مطالبہ کر دیا۔اس سلسلہ میں سما نیوز کی رپورٹ ملاحظہ ہو۔

بھارتی ریاست گجرات میں یہ گیم کھیلنے کی عادی ایک خاتون نے انتہا کر دی، پب جی کی خاطر خاوند سے طلاق کا مطالبہ کر دیا۔ بھارتی ذرائع ابلاغ کے مطابق 19 سالہ خاتون نے ویمن ہیلپ لائن پر کال کر کے اپنے شوہر سے علیحدگی میں مدد کا کہا اور بتایا کہ وہ وہ پب جی میں ملنے والے اپنے نئے گیمنگ پارٹنر کے ساتھ شادی کرنا چاہتی ہے۔[18]

سسرال/میکے والوں کا منفی کردار

یہ بھی معاشرہ میں دیکھا گیا ہے کہ کبھی تو شوہر کے والدین گھر کی بربادی میں کردار ادا کرتے ہیں، اور اکثر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بیوی کی والدہ کا گھر نہ بسانے میں اہم کردار ہے۔ بیوی کی ماں چھوٹی سی بات پر اپنی بیٹی کو اپنے گھر بلا لیتی ہے جس پر بات خلع تک پہنچ جاتی ہے۔ دوسری جانب چند گھرانے ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی بیٹی کو سسرال میں رہنے کا ڈھنگ اور تحمل سکھانے کی بجائے بات کا بتنگڑ بنانے سے متعلق ٹریننگ دیتے ہیں۔ غلط فہمیاں پیدا کی جاتی ہیں کہ ساس کبھی ماں نہیں ہوتی، جیٹھانی کے ساتھ کبھی دل کی بات شیئر نہ کرنا، شوہر کو مٹھی میں لیکر گھر و جائیداد اپنے نام کروالینا وغیرہ ۔ تقریباً 50 فیصد خواتین نے اس مفروضہ کی تصدیق کی۔ طلاق وخلع کے اسباب میں سے سسرال کا منفی کردار کئی جگہوں پر آشکار ہوا ہے، جیسے حمیرا فیاض لکھتی ہیں۔

طلاق کے اسباب پر غور کیا جائے تو اکثر طلاق ان باتوں سے وقوع پذیر ہوتی ہیں، جیسے ۔۔۔۔۔شکوک و شبہات، شوہر بیوی کے رشتہ کی اہمیت کا عدم احساس، انا پرستی، میکہ والوں کی بے جا مداخلت، حکومتی قوانین کا غیر متوازن ہونا، ذمہ داریوں سے فرار، فریقین کے رشتہ داروں کی بے جا مداخلت، کونسلنگ کی کمی، بیوی کا شوہر کے اختیارات میں مداخلت کرنا، میکہ میں چھوٹی چھوٹی باتیں بتاتے رہنا، سسرالی رشتہ داروں سے عناد رکھنا۔[19]

زوجین کی ایک دوسرے کے ساتھ خیانت و بے وفائی

عمومی طور پر دیکھا گیا ہے کہ مرو عورت ایک دوسرے کے ساتھ بیوفائی کرتے ہیں۔ بیوی نے آزادی کے نام پر دوسرے مردوں کے ساتھ تعلقات قائم کئے ہوئے ہیں۔اسی طرح شوہر نے دوسری عورتوں سے تعلقات رکھے ہوئے ہیں۔جب یہ تعلقات عیاں ہوتے ہیں تو نوبت طلاق اور خلع تک پہنچ جاتی ہے۔

یہ صورت حال پیدا نہ ہو اسی لئے اسلام نے ایک عورت کو بطور خاص حکم دیا ہے کہ وہ ایسے آدمی کا قدم بھی گھر میں نہ پڑنے دے جو اس کے شوہر کو ناپسند ہو۔ جیسا کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہیں:

ولكم عليهن أن لا يوطئن فرشكم أحدا تكرهونه

تمہارے لئے تمہاری بیویوں پر حق ہے کہ وہ تمارے بستروں پر کسی بھی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جو تمہیں ناپسند ہو۔[20]

حتی کہ شوہر کی موجودگی میں بھی بغیر شوہر کی مرضی کے عورت کسی کو بھی گھر میں قطعاً نہ آنے دے۔ جیسا کہ ابوہریرہ سے مروی ہے۔

حدثنا أبو هريرة، عن محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم، فذكر أحاديث منها، وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «لا تصم المرأة وبعلها شاهد إلا بإذنه، ولا تأذن في بيته وهو شاهد إلا بإذنه، وما أنفقت من كسبه من غير أمره، فإن نصف أجره له»[21]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب شوہر حاضر ہو تو اس کی مرضی کے بغیر کوئی عورت روزہ (نفل) نہ رکھے ،اور نہ اس کے گھر میں اس کی مرضی کے بغیر کسی کو آنے دے۔اور عورت اپنے شوہر کی کمائی سے جو خرچ کرتی ہے تو اس میں بھی اس کے شوہر کو آدھا ثواب ہے۔

تقریباً8 فیصد خواتین نے اس مفروضہ کو خلع لینے کی وجہ قرار دیا۔

مالی مسائل

ایک وجہ شوہر کا خرچہ نہ دینا، اس کی ضروریات کو پورانہ کرنا ہے۔ یا اسی طرح عورت کا فضول خرچ ہونا۔ جس سے شوہر تنگ آکر خلع کرلیتا ہے۔ مالی مسائل میں آج کل ایک اہم مسئلہ جہیز کا بھی ہے جس شوہر کے والدین لالچی ہوں اس کی بیوی اگر جہیز لیکر نہ آئی تو اس کی زندگی تباہ ہو جاتی ہے اور بالآخر معاملہ طلاق وخلع تک پہنچ جاتا ہے ۔[22] اس تحقیق میں جن خواتین سے انٹرویو کیا گیا ان میں سے 12 فیصد نے اس بات کی تحقیق کی کہ مالی مسائل کی بناپر خلع لیا۔

خلع کے عورتوں پر معاشرتی اثرات

اسلام دین فطرت ہے اور فطرت کے نظام کی پائیداری کے لئے مردوں اور عورتوں کو ازدواج کے بندھن میں باندھتے ہوئے اس کی پائیداری کے حوالے سے قواعد وضوابط طے کر دیئے گئے ہیں جس کی وجہ سے عائلی نظام دنیا کے دیگر مذاہب کے مقابلے میں انتہائی مضبوط اور فطری تقاضوں سے ہم آہنگ ہے۔ میاں بیوی کے مابین اختلافات اور لڑائی جھگڑے کی صورت میں عفوودر گزر اور تحمل و برداشت کی تلقین کی گئی ہے تاہم انسانی جبلت اور معاشرتی ناہمواریوں کی وجہ سے اگر ازدواجی بندھن میں بندھے جوڑے کا ساتھ چلنا ممکن نہ رہے تو اس کے لئے مرد کو طلاق اور عورت کو خلع کا حق دیا گیا ہے تاکہ وہ اس حق کو استعمال کرتے ہوئے اپنی راہیں الگ کر سکیں۔ روایتی معاشروں میں خواتین کو خلع کا شعور ہی نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے جسکی وجہ سے وہ نبھاہ نہ ہونے کی صورت میں اس شرعی حق کو استعمال کرنے سے قاصر رہتی ہے اور ہیم حبس بے جامیں زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتی ہیں

دوسری جانب ایسی خواندہ خواتین جو اپنے حقوق سے اچھی طرح آگاہ ہوتی ہیں وہ یہ حق محفوظ کرلیتی ہیں مگر مردوں کی بالادستی کا حامل یہ معاشرہ ان خواتین کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتا جو خلع کا حق استعمال کر کے ظلم وجبر کے حصار سے خود کو الگ کرلیتی ہیں جبکہ وہ مرد جو اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے اسے کسی امتیازی رویے کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ دونوں مراحل یعنی طلاق یا خلع کی صورت میں قصوروار عورت کو ہی سمجھا جاتا ہے اور معاشرتی حوالے سے اسے سوالیہ نشان بنادیا جاتا ہے جس کے اثرات اس پر اور اس کی اولاد پر تمام عمر مرتب ہوتے رہتے ہیں۔ ان ثرات کا مختصر جائزہ لیا گیا ہے۔

معاشرے میں ناپسندیدگی کا اظہار

اسلام نے معاشرے میں عورت کی عزت واحترام کو یقینی بنانے کے لئے اس کے حق عصمت وعفت کے تحفظ کا اہتمام کیا ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ جو عورت خلع لیتی ہے معاشرے میں اس کے اس عمل کو ناپسندیدہ سمجھا جاتا ہے اور لوگ ایسی عورت کا احترام نہیں کرتے۔ بہت کم دیکھنے میں آیا ہے کہ کوئی مرد اس عورت سے نکاح کرنے کے لئے تیار ہو۔ ٹھیکری والا کی عاصمہ اور فاطمہ ایسی ہی

صورتحال سے گزر رہی ہیں۔اس تحقیق میں جن خواتین سے انٹرویولیا گیاان میں سے 60 فیصد خواتین نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ معاشرتی رویے حوصلہ شکن ہیں۔

نفسیاتی مسائل

اس کی زندگی خاندان، قرب وجوار کے لوگوں اور تمام جاننے والوں کی جانب سے اجیرن بنادی جاتی ہے نتیجتاً وہ نفسیاتی الجھنوں اور تنہائی کا شکار ہو جاتی ہے۔ بہت سی خواتین ڈپریشن کا بھی شکار ہیں۔الائیڈ ہسپتال فیصل آباد کے پروفیسر عامر نے بھی اس مشاہدہ کی تصدیق کی ۔ہمارے ہاں سماجی تحفظ کا نظام نہ ہونے کی وجہ سے اسے قدم قدم پر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔دیال گڑھ کی عائشہ کے والدین نے بھی اسی مسئلے کا اظہار کیا۔

عورت کی کردار کشی

اسلام نے معاشرے میں عورت کے مثبت کردار کو اجاگر کیا ہے۔ان کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی ہے اور زندگی کے عام معاملات میں عفوودرگزر اور رافت و محبت پر مبنی سلوک کی تلقین کی ہے۔لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ خلع یافتہ عورت کو معاشرہ ہرگز پاکباز اور باکردار تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ عورت کو مغرور اور گھمنڈ والی تصور کیا جاتا ہے۔اگر عورت ملازمت پیشہ ہے تو اس کو مسلسل طعن و تشنیع کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔زمانہ جاہلیت کی طرح اسے عیش وعشرت کی دلدادہ سمجھا جاتا ہے جبکہ فریق ثانی مرد کو بے قصور تصور کیا جاتا ہے۔یہی ہماراالمیہ ہے کہ مرد اگر بے راہ روی کا شکار بھی ہو تو اسے یہ کہہ کر استثناء دے دیا جاتا ہے کہ اس کا کیا ہے وہ تو مرد ہے جبکہ عورت پر شک کرنا اور کردار کشی کرنا مرد اپنا حق سمجھتے ہیں۔ صبیحہ (سکول ٹیچر) اور سمیعہ (نرس) اسی پریشانی کا شکار ہیں ۔اس تحقیق میں جن خواتین سے انٹرویولیا گیاان میں سے 45 فیصد خواتین نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ کردار پر بے بنیاد تہمت لگائی گئی تھی۔

دوسری شادی میں رکاوٹ

خلع یافتہ عورت کو معاشرہ چونکہ قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا جس کی بناء پر عورت کو دوسرا نکاح کرنے میں بہت مشکلات درپیش ہوتی ہیں۔ہر مرد یہ سمجھتا ہے کہ یہ عورت اگراپنے پہلے شوہر سے خلع لے سکتی ہے تو شاید میرے ساتھ بھی ایسا ہی کرے گی۔ معاشرے کے یہ اثرات عورتوں پر ان کے جائز حقوق کے حصول میں رکاوٹ پیدا کردیتے ہیں۔

بچوں کی تعلیم وتربیت پر منفی اثرات

تعلیم وتربیت بچے کو مہذب اور باکردار بناتی ہے۔فرد کامل بننے کے لئے اچھی تعلیم وتربیت کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔جب ایک

بچہ آنکھیں کھولتا ہے تو اس کے ماں باپ کے عادات واطوار جیسے بھی ہوں وہ اس کی تربیت پر گہرے اثرات چھوڑتے ہیں اور پھر ماں کی گود کو بچہ کی پہلی درسگاہ کہا جاتا ہے اور بچے کی پہلی استاد ماں ہوتی ہے۔ جب یہ ماں اپنی اولاد کی پرورش اور کردار سازی کا فریضہ انجام دے رہی ہوتی ہے تو اس وقت اعتماد کی قوت اس کے پاس نہیں ہوتی اور زمانے کے نامساعد ہواؤں کے سامنے اپنی عفت و عصمت اور کردار سازی کی قندیل جلائے ہوئے جب وہ ایک جانب متعفن آندھیوں کا مقابلہ کر رہی ہوتی ہے تو دوسری جانب وہ اپنے بچوں کی اعتماد سازی کے محاذ پر نبرد آزماد کھائی دیتی ہے۔ مگر جب ایک عورت اپنے شوہر سے خلع لیتی ہے تو اولاد باپ کی شفقت اور محبت سے محروم ہو جاتی ہے اور ماں کے پاس ہوتے ہوئے جب باہر سے مختلف قسم کی باتیں اولاد کو سننا پڑتی ہیں تو ان کے کردار اور نفسیات پر ان منفی باتوں کے گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ رڑاٹالی کی زونیرہ، ماجدہ اور ماہین نے بتایا کہ ان کے بچے ضرورت سے زیادہ حساسیت کا شکار ہیں۔

ضلع فیصل آباد کا سروے

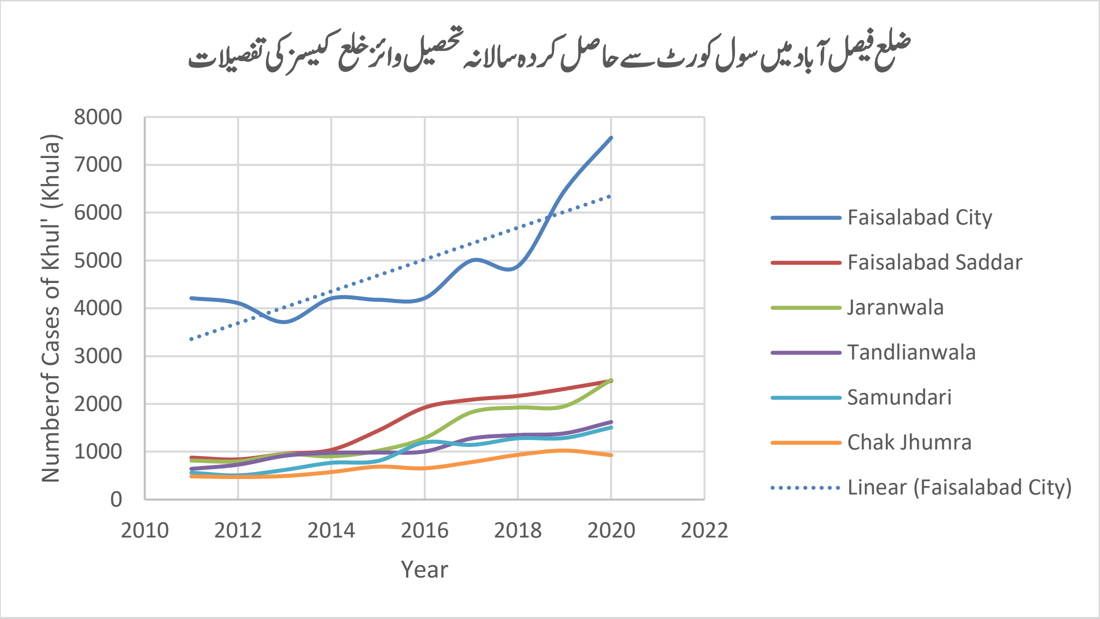

مندرجہ بالا گراف سے دو طرح کے رجحانات کا عکاس ہے:-

- خلع کی شرح بتدریج بڑھ رہی ہے
- خلع کی شرح شہری علاقوں میں زیادہ ہے

تحصیل صدر فیصل آباد سے 25 خواتین کو لیا گیا اور ان سے پوچھا گیا کہ خلع کے اسباب کیا تھے اور خلع کے بعد ان پر کس طرح کے معاشرتی اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ اس کی روشنی میں سوالنامہ بنایا گیا۔ اس سوالنامہ کی مدد سے نتائج اخذ کئے گئے :

کیا خوشی غمی کے اجتماعات میں غیر ضروری توجہ کا مرکز رہتی ہیں جو کہ بسا اوقات تکلیف دہ بھی ہوتا ہے؟

کیا سوشل سرکل محدود ہو گیا ہے؟

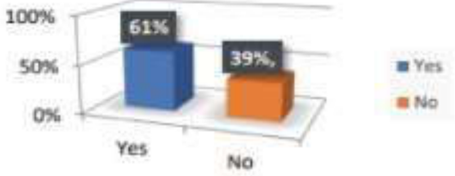

سنگل پیرنٹ کو اپنی عصمت کے لیے بعض اوقات بے جا کاوش کرنا پڑتی ہے۔ کیا یہ درست ہے؟

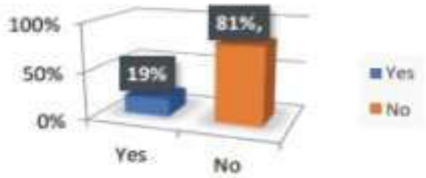

کیا خلع لینے کے بعد بچے خود اعتمادی کی کمی کا شکار ہیں؟

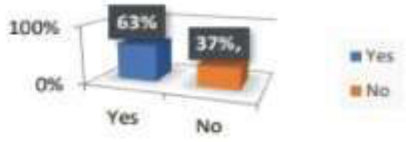

آپ نے خلع لے لیا، کیا آپ کے اس فیصلے سے آپ کے بہن بھائیوں کے رشتوں میں مسائل ہوئے؟

خلع کے بعد کیا دوسری شادی (اگر ہوئی تو) میں مشکل پیش آئی؟

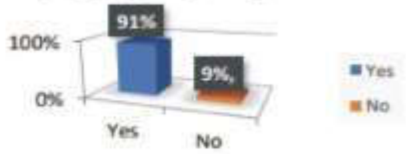

کیا خلع لینے کے بعد مسلسل سٹریس کا شکار رہتی ہیں؟

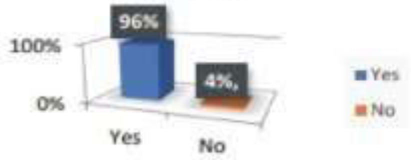

کیا فیملی فرینڈز محدود ہو گئے ہیں؟

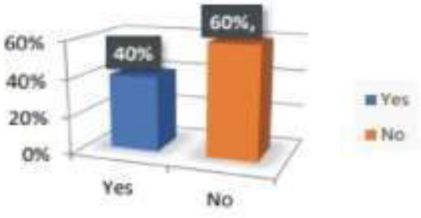

شوہر نشے کا عادی تھا اس لئے خلع لیا (نشہ آور ادویات کی
کثرت سے نامردگی کا شکار تھا)
100%
0%
12%
88%,
Yes
No
Yes
No

کیا فریقین نے خلع کا مقدمہ دائر کرنے
میں جلد بازی سے کام لیا
44%
56%

خلع کے مقدمات میں فریقین تعلیم
یافتہ اور شہری طرز زندگی کے
حامل تھے
33%
67%

خلع کے مقدمات شادی کے کتنی دیر بعد داخل ہوئے
60%
40%
20%
0%
55%
20%
10%
5%
پہلے پانچ سال
دوسرے پانچ سال
تیسرے پانچ سال
چوتھے پانچ سال

نتائج

موجودہ مطالعہ کا مقصد پاکستان میں خلع پر اثر انداز ہونے والے سماجی اور معاشی عوامل کی چھان بین کرنا ہے۔ اس مقصد کے لیے تقریباً 25 خواتین سے سادہ رینڈم سیمپلنگ تکنیک کے ذریعے بنیادی ڈیٹا اکٹھا کیا گیا ہے اور تحصیل صدر فیصل آباد کے شہری اور دیہی علاقوں سے خلع لینے والی خواتین اس مطالعہ کی سیمپلنگ سپیس بناتی ہیں۔ سوالات منظّم انٹرویو کے طریقہ کار کے ذریعے پوچھے گئے ہیں۔ مطالعہ گرافیکل تجزیہ پر مبنی ہے۔ خلع کی مختلف سماجی اور اقتصادی وجوہات کا بغور جائزہ لینے کے بعد نتائج اخذ کئے گئے ہیں جو کہ مختصراً مندرجہ ذیل ہیں:

1. خواتین میں شعور کی کمی
2. کم عمری کی شادی
3. شوہر کی آمدنی کا کم ہونا
4. شوہر کی طرف سے منشیات کا استعمال
5. بڑی عمر کے مرد سے شادی
6. شوہر کی طرف سے زیادتی و تشدد
7. بیٹے کی خواہش وغیرہ

سفارشات

اس مطالعہ میں پالیسی سازوں کے لیے ایک اہم پیغام ہے کہ کامیاب ازدواجی زندگی کے تسلسل کے لیے زوجین پر لازم ہے کہ زندگی کے تمام پہلوؤں میں ایک دوسرے کا احساس کریں۔ اگر معاشرے میں برابری ہوگی تو گھریلو تحفظ ہوگا۔ باہمی عزت و وقار، مردوں اور عورتوں کے لیے ازدواجی تعلقات میں استحکام کے لیے بہتر ہوگا۔ اسلام انہی چیزوں کی تعلیم دیتا ہے۔ مسلم معاشرے میں عورتوں کے حقوق پر ایک نظر اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ اسلام مرد اور عورت میں امتیاز نہیں کرتا لہٰذا عورتوں کے حقوق پورے کرنا لازم ہیں۔ مندرجہ ذیل سفارشات اس ضمن میں کارآمد ثابت ہو سکتی ہیں:

1. حکومت خلع کے قانون کا غلط استعمال روکے۔ نچلی عدالتوں میں یا اسی طرح فیملی کورٹس بھی طلاق کے مطالبہ کو خلع میں بدل دیتے ہیں۔
2. قرآن نے زوجین کے معاملات حل کرنے کے لئے ثالث بنانے کا حکم دیا ہے۔ پاکستان میں قانونی طور پر تو یونین کونسل کی سطح پر ثالث موجود ہیں مگر عملی طور پر غیر فعال ہیں، جس کی وجہ سے خلع کی شرح میں اضافہ ہو رہا ہے۔ لہٰذا ان ثالث کمیٹیوں کو فعال کیا جائے۔

3. خلع حاصل کرنے والی خواتین کو معاشرہ قبول نہیں کرتا۔ لہٰذا بے آسرا خواتین کی کفالت کا انتظام حکومت کرے
4. خلع ایک انتہائی قدم ہے صرف اسی وقت اسے بروئے کار لانا چاہئے جب مصالحت کے تمام دروازے بند ہو جائیں
5. مقامی حکومتوں کی سطح پر 'نگران' (over-seering) کمیٹیاں بنائی جانی چاہیے جو زوجین کے باہمی حقوق کی ادائیگی اور شکایات کی دادرسی کے لئے اپنا کردار ادا کرے
6. معاشرے میں آگہی اور شعور کی ترویج کرنی چاہیے تاکہ شادیاں اور نکاح جیسے پاکیزہ بندھن تنگ نظری کی بھینٹ نہ چڑھ سکیں
7. بحیثیتِ مجموعی معاشرے میں طلاق و خلع کی حوصلہ شکنی کی جائے اور انتہائی ناگزیر صورت میں خلع و طلاق سے متاثرہ خواتین کی عزت و وقار کا خیال رکھا جائے

سوالنامہ

یہ سروے صرف اور صرف تحقیق کی غرض سے کروایا جارہاہے۔ اس سلسلہ میں یقین دلایا جاتا ہے کہ یہ سروے نہ تو کسی این جی اوز کے کہنے پر کیا جارہاہے اور نہ یہ ڈیٹا کسی بھی شخص/ملک یا فرد کو دیا جائے گا۔ مکمل رازداری رکھی جائے گی۔

خلع یافتہ خاتون کا نام-------------------ضلع------------------------

1. کیا خلع کی وجہ شوہر کی طرف سے بے جا تشدد تھا
2. جوائنٹ فیملی اور اسکے نتیجے میں ہونے والے فساد سے تنگ تھی
3. شوہر نشے کا عادی تھا اس لئے خلع لیا (نشہ آور ادویات کی کثرت سے نامردگی کا شکار تھا)
4. شوہر کوئی کام نہ کرتا تھا اس لئے خلع لیا
5. غیر عورتوں سے ناجائز تعلقات تھے اس لئے خلع اور تنسیخ نکاح کے لئے درخواست دائر کی
6. شوہر پہلے سے دوسری شادی کا خواہشمند تھا
7. شوہر استطاعت رکھنے کے باوجود نان و نفقہ کی ادائیگی میں لیت و لعل سے کام لیتا تھا
8. الزام تراشی، کردار پر تہمت وجہ تھی
9. ارینج میرج تھی معاشی اعتبار سے سسرال والے نسبتاً کمزور تھے اس لئے ایڈجسٹ نہ کر پائی
10. سسرال والے گاؤں میں رہتے تھے گاؤں میں ایڈجسٹ نہ ہو سکی

11. والدین سے ناجائز مطالبات کرتا تھا کہ شادی اسی صورت میں برقرار رہ سکتی ہے اگر ہر ماہ سسرال والے مقررہ رقم خرچے کے طور پر ادا کرتے رہیں
12. شادی سے قبل صریحاً غلط بیانی سے کام لیا (فراڈ)
13. بیٹا نہ ہونے کی وجہ سے بے حد تذلیل کرتا تھا
14. وٹہ سٹہ کی شادی تھی نند طلاق لے چکی تھی اس لئے مجبوراً خلع لینا پڑا
15. کیا خلع ناگزیز تھا؟
16. کیا خلع لینے کے بعد معاشرتی رویے حوصلہ شکن تھے؟
17. کیا خانگی زندگی اور بچوں کی تعلیم وتربیت بری طرح متاثر ہوئی ہے؟
18. کیا خلع لینے کے بعد بچے خود اعتمادی کی کمی کا شکار ہیں؟
19. کیا سوشل سرکل محدود ہو گیا ہے؟
20. کیا فیملی کے اراکین دور ہو گئے؟
21. کیا خوشی غمی کے اجتماعات میں غیر ضروری توجہ کا مرکز رہتی ہیں جو کہ بسا اوقات تکلیف دہ بھی ہوتا ہے؟
22. Single Mother کو اپنی عصمت کے لئے بعض اوقات بے جا کاوش کرنا پڑتی ہے۔ کیا یہ درست ہے؟
23. خلع کے بعد کیا دوسری شادی (اگر ہوئی تو) میں مشکل پیش آئی؟
24. کیا خلع لینے کے بعد مسلسل ذہنی دباؤ کا شکار رہتی ہیں؟
25. آپ نے خلع لے لیا، کیا آپ کے اس فیصلے سے آپ کے بہن بھائیوں کے رشتوں میں مسائل ہوئے؟

حواشی، حوالہ جات

[1] ابن ہمام، کمال الدین محمد بن عبد الواحدا، فتح القدیر، دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان، ج 5، ص 311.

[2] عبد اللہ بن محمد بن سعد آل خنین، الخلع بطلب الزوجۃ لعدم الوئام مع زوجھا، رابطۃ العالم الِاسلامی، مکہ مکرمہ، (المجمع الفقھي الِاسلامی)، ص 25

[3] حصکفی، امام صدر الدین موسیٰ بن زکریا، الدر المختار، باب الخلع، دار الاحیاء التراث العربی، بیروت، ج 3، ص 444

[4] K. D. Gangrade, Social Legislation in India (New Delhi: Concept Publishing Co. 1974, reprint 2001) 26.

[5] AIR 1945 Lahore 51.

[6] البقرہ:2:229

[7] ترمذی،ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، باب ماجاءفی المختلعات، جامع ترمذی، دارالسلام ریاض1999ء، ص289،ح1186

[8] الطبرانی،الحافظ ابی القاسم سلیمان بن احمد، معجم الکبیر، مکتبہ ابن تیمیہ، 2007،ج71، ص933،،ح1934

[9] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، باب الخلع وکیف الطلاق فیہ ،دارالسلام ریاض1999، ص943،ح5273

[10] دارالافتاء، جامعہ العلوم اسلامیہ کراچی، فتوی نمبر144111201595

[11] مرغینانی، علی بن ابی بکر، متن بدایۃ المبتدی فی فقہ الامام، قاہرہ، مطبع محمد علی صبیح،1255ھ،79/1

[12] ابن باز، مجموع الفتاوی، بیروت مالمکتب الاسلامی،2006،43/19

[13] زبیدی،ابو بکر بن علی (متوفی:800ھ)،الجواھرۃ النیرۃ، مصر،المطبعۃالخیریہ،1322ھ،ج2، ص13

[14] ابن عابدین، فتاوی شامی، کراچی، ایچ ایم سعید،ج:3، ص:105

[15] مسعود عالم،رپورٹ وٹہ سٹہ ،بی بی سی اردوڈاٹ کام،اسلام آباد، https://www.bbc.com/urdu/pakistan/story/2007/02/070209_watta_satta

[16] https://www.bbc.com/urdu/pakistan/story/2003/09/printable/030911_marriages_dispute_na

[17] تابندہ خالد، طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح،روزنامہ نوائے وقت،24 ستمبر 2021

[18] https://www.samaa.tv/weird/2019/05/1557602/ ، May 20.2019

[19] حمیرا فیاض، طلاق کا حق اور معاشرتی بے حسی،2019-12-14 https://www.humsub.com.pk/287716/humaira-fiaz-6/

[20] قشیری،ابوالحسین، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم ،بیروت، دارالکتب العلمیہ،ج3، ص890،ح1218

[21] قشیری، صحیح مسلم،ج3، ص711،ح1026

[22] https://www.nawaiwaqt.com.pk/21-Dec-2021/1470551